فَسْئَلُوٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

دَارُالافتاء دَارُالعُلوم جَامِعَہ نعیمیہ

DARUL ULOOM JAMIA NAEEMIA

حوالہ نمبر: F-21/Salat:021/01 بلاک نمبر **15** فیڈرل بی ایریا۔کراچی تاریخ: 02،نومبر 2021ء

مسجد کے عطیات اور وقف کے بارے میں شرعی حکم

محترم جناب مفتی صاحب السلام علیکم!

براہِ کرم درج ذیل سوالات کے جوابات شرعی نقطۂ نظر سے عنایت فرمائیں: (انتظامیہ مسجد، ناظم آباد کراچی)

سوال: عینِ مسجد کی تعمیر کا خاص پیسہ، امام، مؤذن، خادم کی رہائش، وضوخانہ، لیٹرین، امام صاحب کے لیے اسٹڈی روم (جبکہ مسجد میں ایک بڑی لائبریری موجود ہو) اور مسجد کی دیگر جگہیں اور اس کے مدرسے میں لگانا کیسا ہے؟۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب

جو رقم خاص مسجد کی تعمیر کے عنوان سے جمع کی گئی ہو، اس کو اسی تعمیر میں لگانا لازم ہے، علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

أَنَّهُمْ صَرَّحُوا بِأَنَّ مُرَاعَاةَ غَرَضِ الْوَاقِفِينَ وَاجِبَةٌ،

ترجمہ: ''فقہاءِ کرام نے صراحت فرمائی ہے کہ وقف کرنے والوں کے مقصد (ومصرف) کی رعایت کرنا واجب ہے، (حاشیہ ابن عابدین شامی، جلد 4، ص:445)''۔

ہاں! اگر تعمیری کام کے بعد رقم بچ جائے اور آئندہ تعمیر کے لیے ضرورت باقی نہ رہے، تو چندہ دہندگان کی اجازت سے اُسے مسجد کے دیگر مصالح وضروریات میں استعمال کر سکتے ہیں۔ علامہ ابن نُجیم حنفی لکھتے ہیں: لَوْ وَقَفَ عَلٰى مَصَالِحِ الْمَسْجِدِ يَجُوزُ دَفْعُ غَلَّتِهِ إِلَى الْإِمَامِ وَالْمُؤَذِّنِ وَالْقَيِّمِ. ترجمہ: ''اگر کسی شخص نے (اپنا کھیت) مسجد کے مصالح اور انتظامات کے لیے وقف کیا، تو اس کے غلے کو امام، مؤذن اور مسجد کے منتظمین کو دینا جائز ہے، (البحر الرائق، جلد 5، ص:228)''۔

اگر عطیات دینے والوں نے وہ رقم اصلِ مسجد کی تعمیر کے لیے مختص کی تو یہ رقم وقف ہوگئی، اب اس رقم کو اصلِ مسجد کے سوا کسی دوسرے مقام پر صرف کرنا جائز نہیں ہے، امام احمد رضا قادری قُدِّسَ سِرُّہ العزیز ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں: ''وقف جس غرض کے لیے ہے، اُس کی آمدنی اگرچہ اس کے صرف سے فاضل ہو، دوسری غرض میں صَرف کرنی حرام ہے۔ وقفِ مسجد کی آمدنی مدرسہ میں صرف ہونی درکنار، دوسری مسجد میں بھی صرف نہیں ہوسکتی، نہ ایک مدرسہ کی آمدنی مسجد یا دوسرے مدرسہ میں، درمختار میں ہے: اِتَّحَدَ الْوَاقِفُ وَالْجِهَةُ وَقَلَّ مَرْسُومُ بَعْضِ الْمَوْقُوفِ عَلَيْهِ جَازَ لِلْحَاكِمِ اَنْ يَّصْرِفَ مِنْ فَاضِلِ الْوَقْفِ الْآخَرِ عَلَيْهِ لِاَنَّهُمَا حِيْنَئِذٍ كَشَيْءٍ وَاحِدٍ وَاِنْ اخْتَلَفَ اَحَدُهُمَا بِاَنْ بَنٰى رَجُلَانِ مَسْجِدَيْنِ اَوْ رَجُلٌ مَسْجِدٌ اَوْ مَدْرَسَةٌ وَوَقَفَ عَلَيْهِمَا اَوْقَافًا لَا يَجُوْزُ لَهُ ذٰلِكَ.

جاری ہے:--------

DARUL ULOOM JAMIA NAEEMIA Block-15, Federal, 'B' Area, Karachi-Pakistan.
فون: 021-36314508 ☆ ای میل: daruliftanaeemia@gmail.com ☆ ویب: muftimunib.com

ترجمہ: ''جب واقف ایک ہو اور جہتِ وقف بھی ایک ہو اور آمدن کی تقسیم بعض موقوف علیہ حضرات پر کم پڑ جائے تو حاکم کو اختیار ہے کہ وہ دوسرے فاضل وقف سے ان پر خرچ کردے، کیونکہ یہ دونوں وقف ایک جیسے ہیں اور اگر واقف یا جہتِ وقف دونوں کی مختلف ہو مثلاً: دو حضرات نے علیحدہ علیحدہ مسجد بنائی یا ایک نے مسجد اور دوسرے نے مدرسہ بنایا اور ہر ایک نے ان کے لیے علیحدہ وقف مقرر کیے، تو پھر ایک کی آمدن سے دوسرے کے مصارف کے لیے خرچ کرنا جائز نہیں''۔ چندہ کا جو روپیہ کام ختم ہو کر بچے لازم ہے کہ چندہ دینے والوں کو حصۂ رسد واپس دیا جائے یا وہ جس کام کے لیے اب اجازت دیں اس میں صرف ہو۔ ان کی اجازت کے بغیر صرف کرنا حرام ہے، ہاں! جب ان کا پتا نہ چل سکے تو اب یہ چاہیے کہ جس طرح کے کام کے لیے چندہ لیا تھا، اسی طرح کے دوسرے کام میں اٹھائیں مثلاً تعمیرِ مسجد کا چندہ تھا، مسجد تعمیر ہو چکی تو باقی بھی کسی مسجد کی تعمیر میں اٹھائیں۔ غیر کام مثلاً تعمیرِ مدرسہ میں صرف نہ کریں اور اگر اس طرح کا دوسرا کام نہ پائیں تو وہ باقی روپیہ فقیروں کو تقسیم کر دیں، درمختار میں ہے: فَاِنْ فَضَلَ شَئیٌ رَدّ لِلْمُتَصَدِّقِ اِن عَلِمَ وَالَّا کُفِّنَ بِہٖ مِثلُہٗ وَالَّاتَصَدَّقَ بِہٖ. (کفن کے چندہ سے کچھ بچ جائے تو یہ چندہ دینے والا معلوم ہو تو اسے لوٹا دیا جائے ورنہ اس سے ایسے ہی فقیر کو کفن پہنا دیا جائے، یہ بھی نہ ہو سکے، تو کسی فقیر کو صدقہ کر دیا جائے،) اسی طرح فتاویٰ قاضی خان و عالمگیری وغیرہما میں ہے، (فتاویٰ رضویہ، جلد 16، ص: 206، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)''۔

عموماً مسجد کے عطیات کا ایک بڑا حصہ صدقاتِ نافلہ سے ہوتا ہے، جبکہ بعض مساجد میں وقف سے حاصل ہونے والی آمدنی جیسے دکانوں یا مکانات کا کرایہ وغیرہ بھی اس میں شامل ہوتی ہے۔ علامہ امجد علی اعظمی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: ''عموماً یہ چندے صدقۂ نافلہ ہوتے ہیں، ان کو وقف نہیں کیا جا سکتا کہ وقف کے لیے یہ ضرور ہے کہ اصل حبس کر کے اس کے منافع کام میں صرف کیے جائیں، جس کے لیے وقف ہو، نہ یہ کہ خود اصل ہی کو خرچ کر دیا جائے، یہ چندے جس خاص غرض کے لیے کیے گئے ہیں، اس کے غیر میں صرف نہیں کیے جا سکتے۔ اگر وہ غرض پوری ہو چکی ہو تو جس نے دیئے ہیں اس کو واپس کیے جائیں یا اس کی اجازت سے دوسرے کام میں خرچ کریں، بغیر اجازت خرچ کرنا ناجائز ہے، (فتاویٰ امجدیہ، جلد سوم، ص: 39)''۔ آج کل مساجد میں مصارف جاریہ کے لیے (جیسے ملازمین کے مشاہرہ جات، گیس، بجلی، پانی اور دیگر یوٹیلیٹی بلز) کے لیے چندے وصول کیے جاتے ہیں، ان میں مساجد کی ضروری تعمیر و مرمت کے کام بھی ہوتے ہیں، بعض مُقدّس ایام پر چراغاں وغیرہ بھی کیا جاتا ہے اور یہ مصارف چندہ دینے والوں کو معلوم ہوتے ہیں اور ان کے سامنے کیے جا رہے ہوتے ہیں، اس لیے ان کے تصرُّف میں چندہ دینے والوں کی عمومی اجازت عرفِ عام ہے، اس پر کسی کو اعتراض بھی نہیں ہوتا، البتہ وہ عطیات جو مخصوص مصارف (تعمیر مسجد، سامانِ تعمیر، قالینیں وغیرہ) کے لیے دیے گئے ہوں، ان کا اُنھی مصارف پر خرچ کرنا لازم ہے۔

☆☆☆☆☆

سوال: مسجد کے جمعے وغیرہ کے چندے سے اسی مسجد کے مدرسے میں کچھ خرچ کرنا کیسا ہے؟۔

جواب: یہ عطیات صدقاتِ نافلہ ہوتے ہیں، وصول کرتے وقت صرف مصارفِ مسجد کا نام لیا تھا تو دوسرے مصرف یہاں تک کہ مدرسہ میں بھی خرچ نہیں کیے جا سکتے، البتہ اگر مدرسہ کو بھی شامل کر لیا تھا تو جائز ہے۔ وقف کے لازم ہونے سے اس کی شرائط بھی لازم ہوتی ہیں۔

☆☆☆☆☆☆

سوال: مسجد کی تعمیرات سے اسی مسجد کے مدرسے کا کچھ نقصان اگر ہو تو کیا مسجد کے چندے سے اس کا ازالہ کیا جا سکتا ہے؟۔

جواب: اگر وقف یا جہتِ وقف دونوں مختلف ہوں تو ایک کی آمدنی کو دوسرے کے مصارف پر خرچ نہیں کر سکتے۔ تنویر الابصار مع الدر المختار میں ہے: وَاِنْ اخْتَلَفَ اَحَدُھُمَا بِاَنْ بَنٰی رَجُلَانِ مَسْجِدَیْنِ اَوْ رَجُلٌ مَسْجِدًا وَمَدْرَسَۃً وَوَقَفَ عَلَیْھِمَا اَوْقَافًا لَا یَجُوْزُ لَہٗ ذٰلِکَ

جاری ہے: ---------------

دار الافتاء دار العلوم نعیمیہ کراچی

ترجمہ: ''اور اگر واقف یا جہتِ وقف دونوں کی مختلف ہوں، مثلاً: دو شخصوں نے علیحدہ علیحدہ مسجد بنائی یا ایک نے مسجد اور دوسرے نے مدرسہ بنایا اور ہر ایک نے ان کے لیے علیحدہ وقف مقرر کیے، تو پھر ایک کی آمدن سے دوسرے کے مصارف کے لیے خرچ کرنا جائز نہیں، (حاشیہ ابن عابدین شامی، جلد:13،ص:442-441، دمشق)''۔

مسجد اور مدرسے کی آمدنی کے ذرائع، مالی حسابات اور اکاؤنٹ الگ الگ ہیں، تو ایک جگہ کا پیسہ دوسری جگہ استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ ایسے ہی ایک مسئلے کے جواب میں امام احمد رضا قادری رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: ''اوقاف میں شرطِ واقف مثل نصِ شارع واجبُ الاتباع ہوتی ہے اور اس میں بلا شرط واقف یا اجازت خاصّہ شرعیہ کوئی تغیر تبدل جائز نہیں، مدرسہ کے مال سے مسجد کا قرض ادا نہیں کیا جاسکتا، جو ادا کرے گا، تاوان اُس پر ہے، مسجد کے مال سے نہیں لے سکتا، مسجد پر جو جائداد واقف نے وقف کی، اگر اس سے بنائے مدرسہ و مصارف مدرسہ کی اجازت دی تھی، تو جائز ہے ورنہ ناجائز، (فتاویٰ رضویہ، جلد 16،ص:157)''۔ مزید لکھتے ہیں: ''وقف جس غرض کے لیے ہے، اُس کی آمدنی اگرچہ اس کے صرف سے فاضل ہو، دوسری غرض میں صرف کرنی حرام ہے، وقفِ مسجد کی آمدنی مدرسہ میں صرف ہونی درکنار دوسری مسجد میں بھی صرف نہیں ہوسکتی، نہ ایک مدرسہ کی مسجد یا دوسرے مدرسہ میں، (فتاویٰ رضویہ، جلد 16،ص:205)''۔

☆☆☆☆☆

سوال: مدرسہ چلانے کے لیے صاحبِ حیثیت والدین سے معمولی فیس لی جاتی ہو جبکہ مستحق طلبہ کو زکوٰۃ کی مَد سے پڑھایا جاتا ہو تو کیا ایسے مدرسے کے ساتھ کسی بھی حوالے سے مالی معاونت کرنا جائز ہوگا؟۔

جواب: نفلی صدقات کے لیے نادار ہونا شرط نہیں ہے، مقامی طلبہ پر مشتمل دینی مدارس کے لیے زکوٰۃ وصول کرنا جائز نہیں، البتہ ایسا مدرسہ جہاں مستحق زکوٰۃ اور ضرورت مند طلبہ ہوں، وہ زکوٰۃ لے کر نادار طلبہ پر خرچ کرسکتے ہیں۔

02،نومبر 2021ء کتبہ'

مفتی عبدالرزاق نقشبندی
دارالافتاء دارالعلوم جامعہ نعیمیہ، کراچی

الجواب صحیح

مفتی منیب الرحمٰن
رئیس دارالافتاء دارالعلوم جامعہ نعیمیہ، کراچی